غزوہ احزاب

پیغمبرؐ بنی قریظہ کی معاہدہ شکنی سے آگاہ ہوجاتے ہیں:

پیغمبرؐ اکرم کو اپنے مقرر کردہ افسران کے ذریعہ ایسے حساس موقع پر قبیلہ بنی قریظہ کی معاہدہ شکنی کی اطلاع مل گئی اور وہ اس خبر سے بہت پریشان اور رنجیدہ ہوگئے۔ انھوں نے فوری طور پر قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے نامور سرداران اسلام ''سعد معاذ'' اور ''سعد عبادہ'' کو اس سلسلے میں مستند اطلاع حاصل کرنے کے لئے تعینات کیا اور کہا کہ اگر ان لوگوں کی خیانت کی بات حقیقت پر مبنی ہوتو کلمہ رمزیہ ''عضل عضل وقارہ'' کے ذریعہ پیغمبر کو مطلع کردیں اور اگر وہ لوگ اپنے معاہدہ پر قائم ہوں تو کسی رمزواشارہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مکمل اطلاع واضح عبارت میں ارسال کریں۔ یہ دونوں سردار دیگر دو لوگوں کے ہمراہ قبیلہ بنی قریظہ کے قلع کے قریب آئے اور کعب کے ساتھ پہلی ہی ملاقات کے دوران ان لوگوں نے اپنے اور پیغمبر کے بارے میں فحش اور ناز یبا کلمات کے علاوہ اور کچھ نہ سنا۔ سعد نے غیبی الہام کے ساتھ کہا: خدا کی قسم، سپاہ عرب اس سرزمین سے چلی جائے گی، پیغمبر گرامی اس قلعہ کا محاصرہ کرلیں گے، تیری گردن توڑ ڈالیں گے اور تیرے قبیلے کو تباہی وبربادی کا شکار بنادیں گے۔''

اس ملاقات کے بعد وہ لوگ پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا۔ ''عضل وقارہ''

پیغمبر اکرمؐ نے زوردار آواز میں فرمایا۔'' اللہ اکبر، البشر وایا معشر المسلمین بالفتح۔'' یعنی خدا سب سے بڑا ہے۔ اے جماعت مسلمین! تم لوگوں کو یہ خوشخبری مبارک ہو کہ عنقریب تمھیں کامیابی حاصل ہونے والی ہے۔ پیغمبر کے اس جملے سے اسلام کے

قائد اعظم کی غیر معمولی شجاعت وماہرانہ سیاست کی نشاندہی ہوتی ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ جملہ اس لئے ارشاد فرمایا تھا کہ بنی قریظہ کی معاہدہ شکنی کی خبر سننے کے بعد مسلمانوں کا حوصلہ کمزور نہ ہونے پائے۔ [۷]

قبیلہ بنی قریظہ کے ابتدائی حملات:

قبیلہ بنی قریظہ کا ابتدائی منصوبہ یہ تھا کہ حملہ کے ابتدائی مرحلہ میں وہ شہر مدینہ کو تباہ وبرباد کرڈالیں۔ مسلمان خواتین اور بچوں کو، جو گھروں کے اندر پناہ گزیں تھے، مرعوب وخوفزدہ کردیں، چنانچہ ان لوگوں نے شہر مدینہ میں اپنے اس منصوبے کو آہستہ آہستہ عملی جامہ پہنادیا۔

مثال کے طور پر قبیلہ بنی قریظہ کے نامور نوجوانوں نے خفیہ انداز میں شہر میں گشت لگانا شروع کردی۔ عبد المطلب کی بیٹی "صفیہ" اس سلسلے میں کہتی ہیں۔ " میں حسان بن ثابت کے گھر میں تھی اور حسان خود بھی اپنی زوجہ کے ہمراہ اسی گھر میں رہا کرتا تھا۔ اچانک میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ وہ خفیہ طور پر حصار کے اردگرد چکر لگا رہا ہے۔ میں نے حسان سے کہا کہ اس آدمی کی نیت خراب ہے۔ تم جاؤ اور اس شخص کو اس جگہ سے دور بھگادو۔ حسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔" اے دختر عبد المطلب ! میرے اندر اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں اس کو قتل کرڈالوں۔ مجھے یہ ڈر لگ رہا ہے کہ اگر میں حصار کے باہر گیا تو پٹ جاؤں گا۔ آخر کار بدرجہ مجبوری میں خود اٹھ کھڑی ہوئی۔ میں نے اپنی کمر کسی اور لوہے کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور اس پر ایسی چوٹ کی کہ اس کا کام تمام ہوگیا۔

خفیہ مسلمان اطلاعاتی افسروں نے پیغمبرؐ سے بتایا کہ بنی قریظہ نے قریش اور غطفان سے دوہزار سپاہیوں کا مطالبہ کیا ہے تاکہ وہ قلعہ کے اندر ہی مدینہ میں داخل ہوجائیں اور مدینہ کو پوری طرح تباہ وبرباد کرڈالیں۔ یہ خبر پیغمبر کو اس وقت ملی جب مسلمان سپاہی خندق کی حفاظت میں سرگرم تھے تاکہ دشمن اس کو پار نہ کرسکے۔ بہر حال یہ خفیہ اطلاع ملتے ہی پیغمبر اکرمؐ نے زید بن حارثہ اور مسلمہ بن اسلم کی سپہ سالاری میں پانچ سو سپاہیوں کو مدینہ کے اندر گشت

کرنے کے لئے تعینات کردیا اور انھیں یہ ہدایت دی کہ نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے بنی قریظہ کے حملات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں تا کہ تکبیر کی آواز سن کر مسلمان عورتوں اور بچوں کو اطمینان حاصل ہوسکے۔ ؎

ایمان وکفر کا مقابلہ:

جنگ احزاب سے قبل یہودیوں اور مشرکوں کی جماعت اسلام کے خلاف مختلف جنگیں لڑ چکیں تھی لیکن ان جنگوں میں ان کا مقابلہ مسلمانوں کی مخصوص جماعت سے ہوا کرتا تھا اور ان جنگوں کو ایسی عمومیت بھی حاصل نہ ہوسکی تھی کہ پورے عربستان کو اسلام کی مخالفت پر آمادہ کیا جاسکے۔ چونکہ دشمنان اسلام اپنی تمام کوششوں کے باوجود نوعمر اسلامی حکومت کو نابود نہیں کرپائے تھے لہذا اس بار ان لوگوں نے مختلف قبائل کی مشترکہ فوج کی تشکیل کے ذریعہ اسلام کا کام تمام کرنے کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے ترکش کا آخری تیر مارا تھا اور اپنی تمام فوجی واقتصادی طاقتوں کو بروی کار لاتے ہوئے ایک عظیم لشکر کی تشکیل کرلی تھی اور اگر مسلمانوں کی جانب سے مدینہ کی حفاظت کے لئے لازمی تدبیر نہ کی گئی ہوتی تو اس جنگ میں دشمنوں کو یقیناً کامیابی حاصل ہوجاتی۔

اسی وجہ سے دشمنان اسلام عرب کے نامور پہلوان ''عمرو بن عبدود'' کو اپنے ساتھ لے آئے تھے تا کہ اس کی شجاعت کی وجہ سے انھیں مسلمانوں کے خلاف جلد از جلد کامیابی حاصل ہوجائے۔ پس جنگ احزاب کے دوران جماعت شرک ولشکر اسلام کے دو پہلوانوں کے درمیان ہونے والے مقابلے سے یہ معلوم ہورہا تھا کہ کفر واسلام کے درمیان سیدھا ٹکراؤ ہے اور اس مقابلے کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کفر والحاد کے درمیان مقابلے کا منظر نگاہوں کے سامنے موجود ہے۔

سپاہ عرب کی ناکامیابی کی ایک وجہ وہی گہری خندق تھی جو ان لوگوں کے سامنے

موجود تھی اور دشمن کی فوج رات دن اس کوشش میں لگی ہوئی تھی کہ کسی طرح وہ اس خندق کو پار کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن خندق کی نگہبانی کرنے والوں کے حملات اور خود پیغمبر اکرمؐ کی دفاعی کوششوں کی وجہ سے وہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

اس زمانہ میں غیر معمولی ٹھنڈک پڑ رہی تھی اور چارہ و خوراک کی کمی کی وجہ سے لشکر عرب کے سپاہیوں اور ان کے جانوروں کی زندگی خطرہ میں تھی۔ حی بن اخطب اس جنگ کی آگ کو بھڑکانے میں کلیدی کردار ادا کر رہا تھا۔ اس نے قبیلہ' بنی قریظہ سے خرما سے لدے ہوئے ۲۰ اونٹوں کی کمک حاصل کی لیکن سپاہ اسلام کے جانبازوں نے ان اونٹوں کو راستہ میں روک لیا اور سارا خرما مسلمان سپاہیوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ ۴؎

ایک دن ابو سفیان نے درج ذیل مضمون کا ایک خط پیغمبرؐ گرامی کی خدمت میں ارسال کیا۔ "میں تمہارے دین کی مکمل نابودی کے لئے ایک بڑا لشکر لے کر آیا ہوں لیکن کیا کروں۔ ایسا لگتا ہے کہ تم نے ہم سے مقابلہ کرنا مکروہ خیال کیا اور ہمارے اپنے درمیان ایک گہری خندق قائم کر دی۔ میں نہیں جانتا کہ تم نے جنگ کا یہ طریقہ کس سے سیکھا ہے لیکن میں تمہیں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جب تک "احد" جیسی بھیانک جنگ برپا نہ کر لوں واپس نہ جاؤں گا۔"

پیغمبرؐ گرامی نے ابو سفیان کے خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا۔ "رسول خدا محمد کی طرف سے فرزند حرب ابو سفیان کے نام... غیر معمولی غرور کی وجہ سے ایک مدت سے اپنے زعم ناقص میں تو نے یہ تصور کر رکھا ہے تو اسلام کے روشن چراغ کو بجھا سکتا ہے لیکن تو اچھی طرح سمجھ لے کہ یہ تیرے بس کی بات نہیں ہے۔ تو جلد ہی شرمناک شکست کے ساتھ واپس چلا جائے گا اور میں مستقبل میں قریش کے بڑے بتوں کو تیرے سامنے چکنا چور کر ڈالوں گا۔" ۵؎

اس جواب سے نامہ نگار کے اٹل ارادہ و قطعی فیصلے کی نشاندہی ہو رہی تھی۔ چنانچہ یہ ایک تیر کی طرح لشکر شرک کے سپہ سالار کے دل کی گہرائیوں میں اتر گیا۔ قریش کو محمدؐ کی

صداقت وحق بیانی کا بخوبی اندازہ تھا اسی وجہ سے ان کے حوصلے ٹوٹ گئے پھر بھی وہ اپنی اسلام دشمن سرگرمیوں میں لگے رہے۔ ایک رات ''خالد بن ولید'' نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے مخصوص طریقے سے خندق پار کرلے لیکن ''اسید حضیر'' کی سپہ سالاری میں لشکر اسلام کے ۲۰۰ سپاہیوں کی کڑی نگرانی کی وجہ سے اسے پیچھے ہٹنا پڑا۔

پیغمبرؐ اسلام سپاہیان اسلام کی تقویت وحوصلہ افزائی کی طرف سے ایک لحہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوتے تھے۔ وہ اپنی جوشیلی تقریروں اور پرحوصلہ بیانوں کے ذریعہ لشکر اسلام کے جانبازوں کو اپنے عقیدہ کی حفاظت کے لئے ہمیشہ آمادہ رکھتے تھے۔ ایک دن ایک عظیم الشان اجتماع کے دوران اسلامی سپاہ کے سپہ سالاروں اور فوجیوں کو خطاب فرمایا۔ اپنی تقریر کی ابتدا میں پروردگار عالم کی مختصر حمدوثنا کے بعد انھوں نے ارشاد فرمایا۔ ''دیکھو! اے سپاہیان اسلام! دشمن کے مقابلے میں ثابت قدمی سے کام لو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ بہشت ان تلواروں کے سایہ میں ہے جو حق وعدالت وآزادی کی راہ میں چلائی جاتی ہیں''۔[۱]

سپاہ عرب کے پانچ سپاہی خندق پار کر لیتے ہیں:

عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابی جہل، هبیرة بن وهب، نوفل بن عبد اللہ اور ضرار بن الخطاب نامی سپاہ عرب کے پانچ بہادروں نے جنگ کا لباس پہنا اور نہایت مغرور انداز میں ''سپاہ بنی کنانہ'' کے سامنے کھڑے ہوکر کہنے لگے۔ ''جنگ کے لئے آمادہ رہو۔ آج تم لوگوں کو معلوم ہوجائے گا کہ سپاہ عرب کا حقیقی بہادر کون ہے؟ اس کے بعد ان لوگوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور ایک لمبی چھلانگ کے ساتھ خندق کے اس پار نکل گئے۔ جس جگہ سے ان لوگوں نے خندق پار کی تھی اس کا فاصلہ کم تھا اور خندق کی نگہبانی کرنے والے تیراندازوں کی رسائی بھی مشکل تھی۔ پھر بھی سپاہیان اسلام نے اس جگہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور سپاہ عرب کے دوسرے فوجی خندق پار کرنے میں ناکام رہ گئے۔

یہ پانچوں پہلوان، جو ایک کے مقابلے میں ایک والی لڑائی کے ارادہ سے آئے تھے،

خندق اور کوہ سلع کے درمیان ٹھہر گئے جو لشکر اسلام کا مرکز تھا۔ عربستان کے یہ نامور پہلوان خصوصی غرور کے ساتھ اپنے گھوڑوں کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہوئے تمسخر آمیز اشارہ وطعنہ زنی کے ذریعہ سپاہیان لشکر اسلام کو مقابلے کے لئے للکار رہے تھے۔

لیکن ان پانچ لوگوں میں وہ پہلوان جو دوسروں سے زیادہ ماہر وطاقتور تھا وہ آگے بڑھا اور باقاعدہ طور پر سپاہ اسلام کو جنگ کی دعوت دی اور للکارتے ہوئے اعلان کیا۔ ''کیا تم لوگوں کے درمیان ایسا کوئی بہادر ہے جو میرا مقابلہ کرے ان کی "ھل من مبارز" کی آواز دھیرے دھیرے پورے میدان پر چھا گئی تھی اور لشکر اسلام کے سپاہیوں پر غیر معمولی لرزہ طاری ہو گیا تھا۔ مسلمانوں کی خاموشی کی وجہ سے اس عرب پہلوان کے حوصلے بلند تھے۔ وہ بڑی زوردار آواز میں یہ کہہ رہا تھا کہ اے بہشت کے دعویدارو ! تم لوگ کہاں ہو؟'' اس کے علاوہ غیر معمولی جسارت کے ساتھ کہا۔ ''کیا تم مسلمان لوگ یہ نہیں کہتے کہ تمہارے مقتولین بہشت میں اور ہمارے مقتولین دوزخ میں چلے جاتے ہیں؟ کیا تم مسلمانوں میں سے کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو مجھے دوزخ بھیج دے یا میں اسے بہشت کی طرف روانہ کر دوں؟ وہ یہ تمام باتیں بطور رجز اور بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے کہا۔

''میں تم لوگوں کو للکارتے للکارتے اتنا تھک گیا ہوں کہ اب میرے گلے سے آواز نہیں نکلتی۔''[۵]

بہر حال عمرو کی للکار کے مقابلے میں اسلامی سپاہ پر موت جیسی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ پیغمبر اسلام لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمارہے تھے کہ تم میں سے کوئی ایک شخص آگے بڑھے اور مسلمانوں کو اس آدمی کے شر سے نجات عطا کر دے لیکن حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے علاوہ جنگ کے لئے کوئی آمادہ نہ تھا۔ اور بدرجۂ مجبوری یہ مشکل حضرت علیؑ کے علاوہ اور کسی سے حل ہونے والی نہ تھی۔ پیغمبرؐ نے اپنی تلوار علی کو دی اور ان کے سر پر ایک مخصوص عمامہ باندھتے ہوئے ان کے حق میں یہ دعا فرمائی۔ ''خداوندا ! علی کو

ہر بدی سے محفوظ رکھ۔ جنگ بدر میں عبیدۃ بن الحارث اور جنگ احد میں شیر خدا حضرت حمزہ ہم سے بچھڑ چکے۔ میرے پروردگار! علی کو رنج و مصائب سے محفوظ رکھ۔ اس کے بعد انھوں نے قرآن کی اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ رب لاتذرنی فرداوانت خیر الوارثین۔" یعنی میرے پالنے والے! مجھے تنہا مت چھوڑ۔ تو بہترین وارث ہے۔" [۱۰]

حضرت علیؑ بڑی تیزی سے آگے بڑھے تاکہ مقابلے میں ہونے والی تاخیر کی تلافی کی جاسکے۔ اس موقع پر پیغمبر نے وہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا۔" برز الایمان کله الیٰ الشرک کله۔" کل ایمان وکل کفر ایک دوسرے کے مد مقابل ہے۔ حضرت علیؑ نے دشمن کے لہجے اور اس کے قافیہ وردیف میں رجز خوانی فرمائی اور کہا:

" جلدی مت کرو۔ تم لوگوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے ایک آدمی آگیا۔" [۱۱]

علیؑ کے پورے جسم پر اسلحے لگے ہوئے تھے اور مغفر سے ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں عمرو نے اپنے مقابل کو سمجھنے کے لئے ان سے پوچھا۔" تو کون ہے۔"؟ علی نے جو اپنی صاف گوئی کے لئے مشہور تھے۔ کہا۔" میں علی بن ابی طالب ہوں۔" عمرو نے کہا۔" میں تمھیں قتل نہیں کروں گا کیونکہ تمہارے والد میرے قدیمی دوست تھے۔ مجھے تو تمہارے چچا زاد بھائی کی تلاش ہے جس نے بڑے اطمینان سے تم کو میرے مقابلے کے لئے بھیج دیا ہے۔ میں تمھیں اپنے نیزہ کی نوک سے اٹھا کر ایسی حالت میں زمین و آسمان کے درمیان معلق رکھ سکتا ہوں کہ نہ تم زندہ رہو اور نہ مردہ۔"

ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ میرے استاد تاریخ ابو الخیر تاریخ کے اس حصے کو پڑھاتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ درحقیقت عمرو حضرت علیؑ سے جنگ کرتے ہوئے ڈرتا تھا کیونکہ وہ جنگ احد و بدر میں موجود تھا اور علیؑ کی شجاعت کا کرشمہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا چنانچہ اپنے ان فریب آمیز جملوں سے وہ حضرت علی کو جنگ سے دور رکھنا چاہتا تھا۔

حضرت علیؑ نے اس کی چاپلوسی کا جواب دیتے ہوئے کہا۔" تو میری موت کا غم مت

کر کیونکہ میں مارا جاؤں یا مار ڈالوں دونوں صورت میں سعادت مند اور بہشتی ہوں۔ لیکن ہر حالت میں دوزخ کو تیرا انتظار ہے۔" عمرو نے مسکراتے ہوئے کہا علی ! یہ منصفانہ تقسیم نہیں ہے کہ بہشت اور دوزخ دونوں تمہاری ہو۔"

اس موقع پر حضرت علیؑ نے اس معاہدہ کی یاد دلائی جو اس نے خانہ کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر خداوند عالم سے معاہدہ کیا تھا کہ جنگ کے میدان میں اگر کوئی پہلوان میرے سامنے تین تجاویز پیش کرے گا تو میں ان میں سے ایک ضرور قبول کر لوں گا۔ پس حضرت علی نے اس کے سامنے پہلی تجویز پیش کی کہ اسلام قبول کر لے۔ اس نے کہا یہ ہرگز ممکن نہیں ہے۔ علی نے دوسری تجویز رکھی کہ جنگ سے باز آجا اور محمد کو ان کے حال پر چھوڑ دے اور ہرگز معرکہ آرائی مت کر۔ اس نے یہ تجویز بھی ٹھکرا دی اور کہا کہ یہ میری ندامت و شرمندگی کا باعث ہے۔ کل عرب شعراء میری مذمت میں شعر لکھیں گے میری ہجو گوئی کریں گے اور یہ خیال کریں گے کہ میں نے ڈر کی وجہ سے یہ کام کیا ہے۔ حضرت علیؑ نے آخری تجویز پیش کرتے ہوئے کہا اس وقت تیرا مد مقابل پیادہ ہے لہذا تو بھی گھوڑے سے نیچے آجا تا کہ ہم لوگ باہم جنگ کر سکیں۔" اس نے کہا۔" تمہاری تجویز بہت معمولی ہے اور میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی عرب ایسی تجویز رکھے گا۔ ۱۲

دو پہلوانوں کی معرکہ آرائی:

دونوں پہلوانوں کے درمیان لڑائی چھڑ گئی اور دونوں کے اطراف میں اڑنے والی گردوغبار کی وجہ سے دیکھنے والوں کو ان لوگوں کا چہرہ بالکل نظر نہیں آرہا تھا البتہ تلواروں کے ٹکرانے کی آواز فضا میں گونج رہی تھی۔ جب تلوار سپر سے ٹکراتی تھی تو اس کی جھنکار کی زور دار آواز دیر تک فضا میں گونجتی رہتی تھی۔ تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد "عمرو" نے حضرت علیؑ کے سر پر تلوار مارنی چاہی لیکن علیؑ نے اپنی مخصوص سپر کے ذریعہ اس کے حملے کو ناکام بنا دیا لیکن ان کے سر میں معمولی چوٹ ضرور آگئی۔ اس چوٹ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انھوں نے دشمن کے

پیروں پر ایک بھرپور وار کردیا۔ جس کی وجہ سے عمرو زمین پر ڈھیر ہوگیا۔

فضا میں اڑتی ہوئی گردوغبار کے درمیان تکبیر کی آواز بلند ہوگئی جو حضرت علی کی کامیابی کی علامت تھی۔ میدان جنگ میں ''عمرو'' کو تڑپتا ہوا دیکھ کر اس کے دوسرے ساتھیوں پر غیر معمولی خوف طاری ہوگیا اور وہ لوگ اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر خندق کے پار نکل گئے لیکن ''نوفل'' کا گھوڑا خندق کے اندر چلا گیا اور محافظین نے اس پر پتھر برسانا شروع کردیے۔ لیکن اس نے تیز آواز میں کہا۔ میرے اوپر سنگ باری کا یہ طریقہ بہادری کی علامت نہیں ہے۔ کوئی ایک آدمی خندق کے اندر آئے اور میرا مقابلہ کرے۔ علی خندق میں داخل ہوئے اور اسے قتل کرڈالا۔

اس کے بعد لشکر شرک پر غیر معمولی خوف ووحشت طاری ہوگئی اور ابو سفیان پر سب سے زیادہ خوف طاری تھا۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ حضرت حمزہ کا بدلہ لینے کے لئے سپاہیان اسلام نوفل کے جسم کا مثلہ کرڈالیں گے۔ اس نے ایک آدمی کو بھیجا کہ نوفل کے مردہ جسم کو دس ہزار دینار دے کر خرید لائے۔ پیغمبر نے کہا کہ لاش کو ان لوگوں کے حوالے کردو اور یہ بتادو کہ اسلام میں مردہ کی قیمت وصول کرنا حرام ہے۔

اس ضربت کی اہمیت:

ظاہری اعتبار سے دیکھا جائے تو علی نے ایک پہلوان کو ہی قتل کیا تھا لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو درحقیقت انھوں نے ان تمام لوگوں کو نئی زندگی عطا کردی تھی جو عمرو کی للکار سن کر لرزہ بر اندام ہوگئے تھے اور دوسری طرف حضرت علی کی اس ضربت نے لشکر کفار کے ان دس ہزار سے زیادہ سپاہیوں کے حوصلے پست کردیے جو اسلام کی مکمل نابودی کا مصمم ارادہ لیکر آئے تھے اور اگر ''عمرو'' اس لڑائی میں کامیاب ہوگیا ہوتا تو معلوم ہوتا کہ جانثاری کی قدروقیمت کیا ہے۔

جب اس کامیابی کے بعد حضرت علی علیہ السلام رسول خدا کی خدمت میں حاضر

ہوئے تو انھوں نے حضرت علیؑ کی ضربت کی عظمت وفضیلت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "حضرت علی کی یہ ضربت ہماری امت کے جملہ اعمال سے أفضل ہے کیونکہ لشکر کفر کے نامور پہلوان کی شکست کی وجہ سے عام مسلمان عزیز وسرفراز اور ملت شرک پوری طرح ذلیل ورسوا ہوگئی۔" [۱۳]

شجاعت وجوانمردی:

اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ عمرو نے نہایت قیمتی زرہ پہن رکھی تھی لیکن حضرت علیؑ نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں بلکہ خلیفہ دوم نے حضرت علیؑ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا بھی کہ آپ نے اس کے جسم سے اس کی قیمتی زرہ کیوں نہیں اتار لی۔

جب عمرو کی خواہر عزیز کو اپنے بھائی کے قتل کی خبر ملی تو اس نے کہا: مجھے اس بات کا قطعی افسوس نہیں ہے کہ میرا بھائی قتل کر ڈالا گیا کیونکہ وہ دست کریم کے ذریعہ قتل ہوا ہے البتہ اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو میں ساری زندگی اپنے بھائی کا غم مناتی۔ [۱۴]

بہر حال اب یہ دیکھنا ہے کہ اس نامور عرب پہلوان کے قتل کے بعد لشکر کفر کا کیا انجام ہوا۔

سپاہ عرب متفرق ہوجاتی ہے:

اسلام کے خلاف سپاہ عرب اور یہودیوں کی اس جنگ کا کوئی ایک مقصد نہ تھا۔ یہودیوں کو اسلام کی روز افزوں ترقی وغیر معمولی اشاعت ومقبولیت سے خطرہ محسوس ہوتا تھا اور قبیلہ قریش اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اپنی دیرینہ عداوت کی وجہ سے اس جنگ میں شامل تھا۔ "غطفان"، "فزارہ" اور دیگر قبیلے والے خیبر کے مال کی لالچ میں اس جنگ میں شریک ہوگئے تھے کیونکہ مقامی یہودیوں نے ان لوگوں سے یہی وعدہ کر رکھا تھا کہ کافی مقدار میں مال دنیا حاصل ہوگا۔ چونکہ اس آخری جماعت نے مادی مقصد حاصل کرنے کے لئے اس جنگ میں شرکت اختیار کی تھی اور اگر ان لوگوں کا یہ مادی مقصد مسلمانوں کے ذریعہ پورا ہوجاتا

تو وہ خوشی خوشی اپنے گھروں کی طرف چل پڑتے۔ لیکن کڑاکے کی سردی، چارہ کی کمی اور محاصرہ کی طولانی مدت کی وجہ سے یہ لوگ پوری طرح عاجز ہو چکے تھے اور ان کے جانور بھی بالکل کمزور اور مردہ حالت اختیار کر چکے تھے۔

ان حقائق کو نگاہ میں رکھتے ہوئے پیغمبر اکرم نے کچھ لوگوں پر مشتمل ایک وفد بنایا اور ان لوگوں کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ مذکورہ قبیلے کے سرداروں سے معاہدہ کریں کہ مدینہ والے اپنے پھلوں کا ایک تہائی حصہ تمھیں دینے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ تم لوگ احزاب'' کی صف سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اپنے علاقوں کی طرف واپس چلے جاؤ۔ پیغمبر کے نمائندوں نے ان قبیلے کے سرداروں کے ساتھ معاہدہ کی تمام شرطیں طے کیں اور آخری مرحلہ میں دستخط کے لئے ان کے سامنے پیش کر دیا۔ پیغمبر نے اس واقعہ کا ذکر لشکر اسلام کے دو بڑے افسران یعنی ''سعد معاذ'' اور ''سعد عبادہ'' سے کیا۔ ان دونوں افسروں نے متفقہ طور پر کہا کہ اگر یہ معاہدہ حکم خداوندی کی پیروی میں کیا جا رہا ہے تو انھیں قبول ہے لیکن اگر یہ آنحضرت کی ذاتی رائے ہے اور اس سلسلے میں ہم لوگوں کی رائے جاننا چاہتے ہیں تو ہم لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس معاہدہ کو اسی جگہ ختم کر دیا جائے اور اس راہ میں ہرگز آگے قدم نہ بڑھایا جائے کیونکہ ہم لوگوں نے کسی زمانہ میں ان قبائل کو کبھی خراج نہیں دیا ہے اور ان جماعت کے لوگوں میں کبھی اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ طاقت کے ذریعہ ہمارے باغ کا ایک خرما بھی ہم سے حاصل کر لیں اور اب تو عنایت خداوندی کا سایہ ہم لوگوں کے سر پر موجود ہے۔ آپ کی رہنمائی میں ہم لوگ اسلام سے مشرف ہو چکے ہیں اور اس دین کی وجہ سے خداوند عالم نے ہم لوگوں کو عزت واحترام کا حامل بنا دیا ہے۔

''خدا کی قسم ہم لوگ ان کے ناجائز وبیہودہ مطالبات کا جواب اپنی تلوار سے دیں گے تا وقتیکہ خداوند عالم کی طرف سے تمام معاملات حل ہو جائیں۔'' [۱۵]

پیغمبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ یہ معاہدہ اس لئے کرتا

چاہتا تھا کہ تم لوگ چاروں طرف سے سپاہ عرب کا نشانہ بنے ہوئے ہو اور ہر طرف سے تم لوگوں پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ ان معاہدوں کے ذریعہ دشمن کے ناجائز اتحاد کو توڑ دیا جائے لیکن تم لوگوں کی فداکاری پوری طرح نمایاں ہو چکی ہے لہٰذا میں اس معاہدہ کو اسی جگہ ختم کرتے ہوئے تم لوگوں کے سامنے مکمل ایمان واعتماد کے ساتھ یہ اعلان کر رہا ہوں کہ خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو کبھی خوار ورسوا نہیں کیا اور وہ شرک پر توحید کی مکمل فتح کے ذریعہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اس موقع پر ''سعد معاذ'' نے پیغمبر کی اجازت سے معاہدہ نامہ پر نوشتہ شدہ مضمون کو کاٹتے ہوئے کہا: بت پرستوں کی جماعت ہم لوگوں کے خلاف جو اقدام کرنا چاہتی ہے کرے ہم لوگ خراج دینے والی قوم نہیں ہیں۔[۱۶]

سپاہ عرب کے درمیان تفرقہ کے اسباب:

۱۔ اس کا پہلا سبب ''قبیلہ غطفان'' اور قبیلہ ''فزارہ'' سے پیغمبر کے نمائندوں کی گفتگو میں حاصل ہونے والی کامیابی تھی۔ درحقیقت اس معاہدہ کو عملی جامہ تو نہیں پہنایا جاسکا تھا لیکن اس کی تردید وخرابی کا اعلان بھی نہیں کیا گیا تھا جس کی وجہ سے ان قبائل سے وابستہ افراد دودل ہوگئے تھے اور ہر دن اس بات کے لئے منتظر تھے کہ آج معاہدہ پر دستخط ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب ان لوگوں سے عمومی حملے کا مطالبہ کیا جاتا تو وہ کسی نہ کسی بہانے سے اس کو ٹال دیا کرتے تھے اور اس فکر میں لگے ہوئے تھے کہ معاہدہ ہو جائے اور یہ لوگ اپنے گھر واپس چلے جائیں۔

۲۔ تفرقہ واختلاف کا دوسرا اہم سبب نامور عرب پہلوان ''عمرو'' کا قتل تھا۔ کیونکہ زیادہ تر لوگوں کو یہ امید تھی کہ وہ کامیاب ہو جائے گا لیکن اس کی موت کی وجہ سے ان تمام لوگوں کی امیدوں پر پانی پھر گیا اور عمرو کے ساتھ خندق پار کرنے والے دیگر پہلوانوں کے فرار کی وجہ سے عام لوگ زیادہ مایوس ہوگئے۔

۳۔ نعیم بن مسعود نامی نومسلم نے لشکر کفر کے اتحاد کو نیست ونابود کردینے میں غیر معمولی موثر واہم کردار ادا کیا۔ اس نے سپاہ مشرکین کو متفرق کرنے کے لئے موثر ترین منصوبہ

تیار کیا اور اس کی سرگرمیاں دور حاضر کے نامور جاسوسوں کی سرگرمیوں سے کچھ کم نہ تھیں بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی سرگرمیاں زیادہ اہم اور موثر معلوم ہوں گی۔

وہ پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میں ایک نومسلم ہوں اور تمام قبیلوں کے ساتھ میری دیرینہ دوستی ہے اور ان لوگوں کو میرے اسلام قبول کرنے کی اطلاع بھی نہیں ہے۔ اگر آپ کا کوئی حکم ہو تو میں اس کو عملی رنگ وروپ دینے کے لئے ہمہ تن آمادہ ہوں۔ پیغمبر نے اس سے فرمایا کہ ایسا کام کرو کہ یہ لوگ متفرق ہو جائیں۔ اگر مصالح عالیہ کی حفاظت کے لئے اس راہ میں کوئی اہم منصوبہ بناؤ تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن ان باطل طاقتوں کے اتحاد کا درہم برہم ہونا ضروری ہے۔ کے لا

''نعیم'' کچھ دیر تک غور وفکر کرتا رہا پھر وہ قبیلہ بنی قریظہ کی طرف چلا گیا جو درحقیقت سپاہ کفر کا پانچواں ستون تھا اور مسلمانوں کو لگاتار دھمکی بھی دے رہا تھا۔ وہ قبیلہ بنی قریظہ کے قلعہ کے اندر داخل ہوا اور ان لوگوں کے ساتھ اپنی دیرینہ دوستی اور غیر معمولی خلوص کا مظاہرہ کرنے لگا۔ اس کے چہرے سے بھی ہمدردی وخلوص ظاہر ہو رہا تھا۔ آخر کار اس نے ایسی مخلصانہ وہمدردانہ گفتگو کی کہ ان لوگوں کو اس کی دوستی پر مکمل اعتماد ہو گیا۔ جب ان لوگوں کو اپنی طرف ہمہ تن متوجہ کر لیا تو ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اس متحدہ احزاب کے درمیان یعنی قریش اور قبیلہ ''غطفان'' سے تمہاری حیثیت بالکل مختلف ہے کیونکہ مدینہ تمہاری عورتوں اور تمہارے بچوں کا مسکن اور تمہاری مرکزی رہائشگاہ ہے۔ تمہارا سارا سرمایہ اسی شہر کے اندر ہے اور اس بات کا قطعی کوئی امکان نہیں ہے کہ تم اس شہر کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل ہو جاؤ۔ لیکن اس متحدہ محاذ میں شامل دیگر احزاب والے جو محمد سے جنگ کرنے کے لئے اس شہر میں موجود ہیں وہ مدینہ سے بہت دور رہتے ہیں اور ان کا تجارتی کاروبار اور مسکن اس شہر سے کافی دور واقع ہے۔

اگر ان لوگوں کو مناسب موقع ہاتھ آ گیا اور اس جنگ میں انھیں کامیابی حاصل ہو گئی

تو یقیناً یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن اگر اس جنگ میں ان لوگوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا تو یہ لوگ یہاں سے بھاگ کر اتنی دور چلے جائیں گے کہ محمد اتنی دور تک ان تعاقب بھی نہ کرسکیں گے۔

پس تم لوگ غور وفکر سے کام لو اور سوچو کہ متحدہ محاذ کی شکست کی صورت میں جب یہ لوگ مدینہ سے کوسوں دور اپنی مرکزی رہائشگاہ کی طرف روانہ ہو جائیں گے تو تم لوگ مسلمانوں کے چنگل میں رہوگے اور کوئی تمہاری مدد کرنے والا نہ دکھائی دے گا۔ لہٰذا مصلحت کا تقاضہ ہے کہ تم احزاب میں اپنی شمولیت کے فیصلے پر قائم رہو لیکن جنگ کے دوران دیگر احزاب تمہیں تنہا چھوڑ کر راہ فرار اختیار نہ کرسکیں اس کام کو حتمی اور عملی بنانے کیلئے تم لوگ دوسرے قبیلے کے چند اشراف اور موثر افراد کو یرغمال کی حیثیت سے اپنی تحویل میں رکھو تا کہ مصیبت اور سختی کے زمانے میں یہ لوگ تمہیں تنہا چھوڑ کر بھاگ نہ سکیں۔ اگر تم لوگ ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے تو وہ لوگ اپنے بزرگوں کی نجات کو نگاہ میں رکھتے ہوئے آخری دم تک محمد کے خلاف نبرد آزمائی میں سرگرم رہیں گے اور تم لوگوں کو تنہا چھوڑ کر بھاگ نہ سکیں گے۔

نعیم'' کا یہ منصوبہ متفقہ طور پہ منظور ہوگیا اور اسے بھی یہ اطمینان ہوگیا کہ اس بات کا ان لوگوں کے دل پہ خاطر خواہ اثر ہوا ہے۔ اس کے بعد وہ ان کے قلعہ سے باہر نکلا اور احزاب کے خیمہ میں گیا۔ سرداران قریش کے ساتھ اسکی دیرینہ دوستی تھی اور اس نے اپنے پرانے دوستوں سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ ''قبیلہ بنی قریظہ'' والے محمد کے ساتھ اپنی عہد شکنی پہ بہت نادم وشرمندہ ہیں اور سردست وہ اس کی تلافی کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمہارے بعض سرداروں اور افسروں کو یرغمال کی حیثیت سے محمد کے حوالے کردیں تا کہ تم لوگوں کو ان لوگوں کی صداقت پہ یقین ہو جائے اور وہ تمہارے سرداروں کو فوراً قتل کر ڈالیں۔ وہ لوگ اس سلسلے میں محمد سے پہلے ہی گفتگو کر چکے ہیں اور ان سے یہ وعدہ بھی کر چکے ہیں کہ وہ محمد کا ساتھ دیتے ہوئے آخری دم تک تمہارے

خلاف جنگ کریں گے اور محمد نے بھی اس معاہدہ کے سلسلے میں اپنی موافقت کا اعلان کردیا ہے۔

پس اگر یہود تم سے یرغمال کی حیثیت سے تمہارے کچھ سرداروں کا مطالبہ کریں تو تم لوگ موافقت کا اظہار نہ کردینا! اچھی طرح سمجھ لو کہ اس موافقت کا انجام بہر حال خطرناک ہے۔ اگر تم میری اس تجویز پر گواہ چاہتے ہو تو کل تم ان لوگوں سے یہ مطالبہ کرو کہ وہ پیچھے سے سپاہ اسلام پر دھاوا بول دیں تو وہ تمہاری اس بات کو ہرگز قبول نہ کریں گے۔ بلکہ وہ یقیناً تم لوگوں کے سامنے یرغمال والا مطالبہ پیش کردیں گے۔

اس کے بعد وہ "قبیلہ غطفان" کے خیمہ میں گیا اور ان لوگوں سے نہایت مخصوص انداز میں کہا کہ اے قبیلہ غطفان والو! میری اصل اور بنیاد تم ہی لوگ ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم لوگ میری بات کو غلط سمجھو گے۔ میں تم لوگوں سے کچھ باتیں بتادوں گا لیکن میری تمنا یہ ہے کہ تم لوگ اس کا ذکر کسی سے نہ کروگے۔ ان لوگوں نے نہایت خلوص وصداقت کے ساتھ اس کی بات قبول کرلی۔ اس کے بعد اس نے قبیلہ قریش سے جو کچھ کہا تھا اس کو تفصیلی طور پر ان لوگوں کے سامنے بیان کردیا اور ان لوگوں کو اس بات کی طرف بھی متوجہ کردیا کہ بنی قریظہ کے اس کارنامہ کا نتیجہ کیا ہوگا۔ پھر ان لوگوں سے تاکید کرتے ہوئے فرمایا دیکھو! تم اپنے بزرگوں یا سرداروں کو یرغمال بنانے کے لئے آمادہ نہ ہوجانا۔

اس طرح بڑی حسن وخوبی کے ساتھ اپنا فریضہ پورا کرنے کے بعد نعیم مخفیانہ طور پر لشکر اسلام میں دوبارہ شامل ہوگیا اور لشکر اسلام کے درمیان اس بات کا زوردار پروپگنڈہ شروع کردیا کہ قبیلہ بنی قریظہ کے یہودی سپاہ عرب سے یرغمالیو کا مطالبہ کررہے ہیں تاکہ انھیں مسلمانوں کی تحویل میں دیکر لشکر اسلام کی خوشنودی حاصل کرسکیں۔ لشکر اسلام کے درمیان اس وسیع پروپگنڈہ کا مقصد یہ تھا کہ یہ بات خندق کے اس پار سپاہ عرب کے کانوں تک بھی پہونچ جائے۔

بنی قریظہ کے قلعہ میں نمایندگان قریش کی آمد:

ابو سفیان نے شنبہ کی شب میں یہ فیصلہ کیا کہ اب یہ سلسلہ ختم کیا جائے لہٰذا اس نے قریش اور قبیلہ غطفان کے کچھ سرداروں کو ''بنی قریظہ کے قلعہ کی طرف روانہ کیا اور ان سے کہا کہ دیکھو! یہ علاقہ ہماری رہائش گاہ نہیں ہے اور ہمارے جانور بھی ہلاک ہوتے جارہے ہیں۔ لہٰذا تم لوگ کل پیچھے سے سپاہ اسلام پر حملہ کردو تاکہ ہم لوگ سپاہ اسلام کا کام تمام کردیں۔ قبیلہ 'بنی قریظہ کے سپہ سالار نے نمایندگان احزاب کو جواب دیتے ہوئے کہا۔'' کل شنبہ کا دن ہے اور ہم یہودی قوم والے شنبہ کو کوئی نیا کام شروع نہیں کرتے ہیں کیونکہ ہمارے بزرگوں میں کچھ لوگوں نے شنبہ کو کوئی نیا کام شروع کیا تھا تو ان لوگوں پر عذاب الٰہی نازل ہوگیا تھا۔ اس کے علاوہ ہم لوگ محمد کے خلاف جنگ اس وقت شروع کریں گے جب احزاب کے کچھ سردار یرغمال کی حیثیت سے ہمارے قلعہ کے اندر موجود ہوں تاکہ تم لوگ اپنے بزرگوں کی نجات کی خاطر آخری دم تک جنگ کرو اور ہم لوگوں کو تنہا چھوڑ کر نہ بھاگو۔

نمایندگان قریش وہاں سے واپس آگئے اور قبیلہ بنی قریظہ نے جو کچھ کہا تھا وہ سرداران احزاب کے سامنے بیان کردیا۔ ان لوگوں نے نعیم کی ہمدردی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ درحقیقت بنی قریظہ والے ہمارے ساتھ عیاری وحیلہ گری سے کام لینا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد قبیلہ قریش کے لوگوں نے دوبارہ بنی قریظہ کے ساتھ رابطہ قائم کیا اور کہا کہ ہم لوگوں کو تمہاری یہ شرط ہرگز قبول نہیں ہے کہ ہم اپنے سرداروں کو تمہارا یرغمال بنادیں۔ البتہ اگر تم کل حملہ کرنا چاہتے ہو تو ہم تمہاری مدد کے لئے آمادہ ہیں۔ نمایندگان احزاب کا یہ سخت لہجہ ان لوگوں کو بالکل پسند نہ آیا کہ ''ہم اپنا ایک آدمی بھی یرغمال کی حیثیت سے تمہارے حوالے نہ کریں گے۔'' ان لوگوں کو پوری طرح یقین ہوگیا کہ ''نعیم'' بالکل ٹھیک ہی کہہ رہا تھا کہ قریش مصلحت اندیشی سے کام لے رہے ہیں۔ اگر انھیں اس جنگ میں کامیابی دکھائی نہ دی تو لوگ اپنی اصلی رہائش گاہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوں گے اور ہم لوگ سپاہ اسلام کے چنگل میں پڑے رہ جائیں گے۔'' ۸؎

آخری سبب :

مذکورہ بالا اسباب کے علاوہ ایک دوسرا سبب بھی شامل حال ہوگیا جس کو درحقیقت تائید غیبی کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے اور جس کی وجہ سے احزاب کا متفرق ہونا یقینی ہوگیا۔ وہ دوسرا سبب یہ تھا کہ اچانک موسم طوفانی ہوگیا اور ٹھنڈک میں غیر معمولی شدت پیدا ہوگئی۔ ہوا کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ خیمے خود بخود اپنی جگہ سے اکھڑ گئے اور چولھے پر چڑھے ہوئے کھانے کے ڈیگ جلتی ہوئی آگ پر الٹ گئے۔ سارے چراغ بجھ گئے اور جلتی ہوئی آگ پورے جنگل میں بکھرگئی۔ ایسے ماحول میں پیغمبر نے "حزیفہ" کو حکم دیا کہ وہ خندق کے اس پار جا کر دشمن کے بارے میں لازمی اطلاعات حاصل کریں۔ ان کا بیان ہے کہ میں تیزی سے بڑھتے ہوئے ابوسفیان کے نزدیک پہونچ گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ اپنے سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ تقریر کررہا تھا۔ "دیکھو! ہم لوگ جس جگہ پر کھڑے ہوئے ہیں یہ ہماری مرکزی رہائش گاہ نہیں ہے۔ ہمارے حیوانات ہلاک ہوچکے ہیں اور طوفان وشدت ہوا کی وجہ سے ہمارے خیمہ وغیرہ بھی سلامت نہیں رہ گئے اور بنی قریظہ نے بھی ہم لوگوں کی کوئی مدد نہیں کی لہٰذا مصلحت اسی میں ہے کہ ہم لوگ یہاں سے کوچ کریں۔" اس کے بعد وہ اپنے اونٹ پرسوار ہوکر اس پر مسلسل تازیانہ برسانے لگا۔ وہ بیچارہ اتنا خوفزدہ تھا کہ اسے یہ نہیں پتہ رہ گیا تھا کہ جس اونٹ پر وہ سوار ہے اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔

ابھی جس علاقے میں احزاب کا پڑاؤ تھا وہاں سفیدی سحر بھی نمودار نہیں ہوئی تھی لیکن اس علاقے سے سپاہ عرب بالکل غائب ہوچکی تھی اور انکا ایک بھی سپاہی اس جگہ باقی نہ رہ گیا تھا[۹] اور اس طرح ہجرت کے پانچویں سال ماہ ذی قعدہ کی چوبیسویں تاریخ کو احزاب کا یہ شوروغل پوری طرح ختم ہوگیا۔

حوالے:

۱۔ ان دو قبیلوں کا نام ہے جس نے اسلام کی تبلیغی سپاہ کو اپنے علاقے میں آنے کی دعوت دی

اور انھیں قتل کر ڈالا۔

۲۔مغازہ واقدی جلد ۲ ص ۴۵۸-۴۵۹۔

۳۔سیرۂ حلبی جلد ۲ ص ۳۳۵

۴۔سیرہ حلبی جلد ۲ ص ۳۴۰

۵۔الامتاع ص۔ ۲۴۰

۶۔ایّھا النّاس انا۔۔۔۔ظلال الیسوف۔" سیرہ حلبی جلد ۲ ص۔۳۴۹

۷۔" تاریخ طبری" جلد ۲ ص ۱۲۳۹ وطبقات کبریٰ جلد ۲ ص ۔ ۶۸" وکان علی رویھم الطیر۔" مغازی جلد ۲ ص۔۴۷۰

۸۔واقدی لکھتا ہے: جس وقت عمرو مبارزہ طلبی کر رہا تھا، تمام مسلمانوں پر سکوت طاری تھا ولقد بححت من النداء۔ بجمعکم ھل من مبارزہ۔

۹۔سورہ انبیاء آیت ۔۸۹

۱۰۔کنز الفوائد ص ۱۳۷

۱۱۔"لاتعجلن فقد اناک۔ مجیب صوتک غیر عاجز۔"

۱۲۔بحار الانوار جلد۔۲۰ ص ۲۲۷

۱۳۔بحار جلد ۲ ص ۲۱۶، مستدرک حاکم جلد ۳ ص۔ ۳۲

۱۴۔مستدرک حاکم جلد ۳ ص۔ ۳۳

۱۵۔"واللّٰہ لا نعطیھم الاالسیف حتی یحکم اللّٰہ بیننا وبینھم۔"

۱۶۔سیرہ ابن ہشام جلد ۲ ص ۲۲۳، بحار جلد ۲۰ ص۔ ۲۵۲

۱۷۔فان الحرب خدعۃ۔

۱۸۔سیرہ ابن ہشام جلد ۲ ص ۲۲۹ تا ۲۳۱ اور تاریخ طبری جلد ۲ ص ۔ ۲۴۲، ۲۴۳

۱۹۔تاریخ طبری جلد ۲ ص۔ ۲۴۴